جناب نواب سید وارث اسمٰعیل صاحب
گزری پٹنہ سٹی

شہرِ عظیم آباد (پٹنہ) کی عزاداری

شہر عظیم آباد (پٹنہ) ایک قدیمی شہر ہے۔ اس شہر میں صوفیان کرام کی آمد پیر جگجوت کے وقت سے شروع ہوئی اسی زمانے میں دوسرے بزرگ حضرت شاہ تشریف لائے۔ یہ دونوں حضرات سادات فاطمی سے تھے۔ اس زمانہ میں حکومت وقت کی طرف سے عزاداری پر سخت پابندی تھی مگر جب تیمور کا خاندان ہندوستان کا حکمراں ہوا تو کچھ موقع عزاداری کا ملا۔ تیمور خود بھی محب اہلبیت تھا ہر سال زیارت کو جاتا تھا۔ پھر ہمایوں کی مدد جب ایران کے شاہ نے کی تو اس کے بعد بہت سے ایرانی ہندوستان آئے۔ ملکہ نور جہاں اور ملکہ ممتاز محل دونوں شیعہ تھیں اسی زمانے میں حضرت شاہ ارزاں کا ورود عظیم آباد میں ہوا۔ آپ کے ساتھ جو تبرکات آئے تھے اس میں ایک علم محترم بھی تھا جسے آپ ہر سال عشرۂ محرم میں نصب کرتے اور ذکر شہادت خود بیان کرتے۔ آپ کی وفات ۳ ذی الحجہ ۱۰۳۸ھ میں ہوئی۔ ایک انگریز سیاح دور جہانگیر میں عظیم آباد میں وارد ہوا تھا اور عشرۂ محرم میں اس کا قیام یہیں رہا تھا۔ یہاں کی عزاداری کا ذکر اپنے سفرنامہ میں کیا ہے یہ سفرنامہ خدا بخش لائبریری پٹنہ میں موجود ہے جب عزاداری و تعزیہ داری کو عروج حاصل ہوا تو خانقاہ شاہ ارزاں میں ایک کربلا کی تعمیر ہوئی تعزیہ و دیگر تبرکات یہیں دفن کئے جاتے ہیں۔

عظیم آباد میں بہت سے ایرانی النسل روسا و امراء عظیم آباد میں آباد ہوئے جن کی وجہ سے عزاداری کو خاص رونق حاصل ہوئی اس شہر میں عزاداری کے دو طریقے رواج پذیر ہوئے ایک کو عوامی عزاداری کہتے ہیں یعنی مجلس و ماتم اور جلوس، دوسرے کو تعزیہ داری اس میں سپر بھی نکالی جاتی ہے، جس میں باجے اور ہاتھی گھوڑے بھی ہوتے ہیں۔

یہاں پہلی محرم سے جلوس کا سلسلہ شروع ہوتا تھا اور دس محرم تک رہتا تھا مخصوص جلوس عزاداری کے سلسلہ میں چھ محرم کو علم محترم تقریباً ۹۰ سال سے نکل رہا ہے جسے حکیم سید محمد عسکری صاحب مرحوم ساکن مفتی گنج لکھنؤ نے قائم کیا تھا آپ طبابت کے سلسلہ میں عظیم آباد آئے اور محلہ نوذر کٹرہ میں ببنے مرزا صاحب مرحوم کی ہمشیرہ سے شادی کی۔

نواب بہادر ولایت علی خاں کا قائم کردہ جلوس تابوت ۷ محرم کو نکلتا ہے اور ۹ محرم کو ذوالجناح کا جلوس بھی نکلتا ہے۔

"اس میں شک نہیں کہ یہ شہر بہ نسبت اور شہروں کے قابل فخر ہے کہ یہاں کے شیعہ و سنی دونوں مل کر عزاداری سید الشہداؑ ہر سال کرتے ہیں دوسرے شہروں میں شیعہ اور منصف مزاج سنی حضرات بھی عزاداری میں حصہ لیتے

ہیں مگر اس شہر میں عزاداری کا جو جوش و خروش دیکھنے میں آتا ہے اس کے پیش نظر شیعہ سنی کا امتیاز باقی نہیں رہتا یہ بات صرف مسلمانوں تک ہی محدود نہیں بلکہ اہل ہنود بھی اسی انہماک سے شرکت کرتے ہیں جس طرح ایک سچے مسلمان کو شرکت کرنی چاہیئے اور امام حسینؑ کے نام پر لاکھوں روپیہ محرم کے دس دنوں کے اندر صرف کرتے ہیں۔ ۸ محرم کو علم مبارک کے جلوس اماماباڑہ چھرو ڈنڈیہ سے پچھم دروازہ تک آتے ہیں جن میں سیکڑوں علم محترم ہوتے ہیں؟

۸ محرم کو علم محترم کا ایک عظیم جلوس نکلتا ہے اسے ایک خاص اہمیت حاصل ہے ابتدا میں ایک بزرگ نواب سید عبدالحسین صاحب المعروف بہ حجو نواب نے ۱۸۷۵ء میں اسے جاری کیا تھا خاندان گنذری سے آپ کے قریبی تعلقات تھے آپ کی نسل میں یہاں مرزا انوار اصغر اور مرزا بابر اصغر خدا رکھے موجود ہیں اور علم محترم کا وہ جلوس اب بھی نکلتا ہے۔ حجو نواب صاحب نے جب اس علم کو نکالا تو مفسدہ پردازوں نے سازش کر کے پولیس کے ذریعہ اسے بند کرا دینے کا حکم صادر کروا دیا جب نواب بہادر ولایت علی خاں مرحوم کو اس کی خبر ہوئی تو انھوں نے اس وقت کے سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کو ایک خط لکھا سپرنٹنڈنٹ آف پولیس نے نواب بہادر ولایت علی خاں مرحوم کو جو جواب دیا۔ اس انگریزی خط کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

محترم نواب صاحب

مجھے ابھی تین منٹ قبل یعنی ۱۱ بجکے دس منٹ پر آپ کا ایک خط ملا جس میں آپ نے پولیس کے ذریعہ جلوس علم کو روک دینے کے بارے میں شکایت کی ہے۔ مجھے اس سلسلہ میں ہدایات مل چکے ہیں کہ پولیس کو ان لوگوں کو روکنے یا گرفتار کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے جنھوں نے علم برآمد کیا ہے۔ آپ کے دوستوں اور ساتھیوں کو پچھلے برسوں کی طرح اس سلسلہ میں مکمل آزادی حاصل ہے۔

آپ کا خیر خواہ

ایس۔ بی۔ پٹنہ (۶ مارچ ۱۸۷۷ء)

(نقل مضمون جناب مولانا حافظ عبدالغنی صاحب مرحوم پیش نماز مسجد مدرسہ وانچارج حفاظ کلاس مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ سٹی (رسالہ شیعہ اپریل ۱۹۰۶ء لکھنؤ)

امام باڑہ چھرو ڈنڈیہ

یہ مقام پہلے امام چوک تھا اور چھرو نامی ایک شخص محلہ معروف گنج میں تول کا کام کرتا تھا اسی نے یہ امام چوک قائم کیا تھا دس محرم کو صبح تعزیہ رکھتا تھا جو بہت مقبول ہوا اور لوگوں کی مرادیں وہاں سے پوری ہوتی تھیں نواب سید محمد حسن خاں رضوی مرحوم خلف اکبر نواب سید قاسم علی خاں رضوی مرحوم کی شادی کو کافی عرصہ گزر گیا تھا مگر اولاد نہ تھی آپ نے وہاں منت مانی کہ اگر اولاد ہوئی تو اس عزاخانہ کے اخراجات اپنے اسٹیٹ سے کروں گا۔ خدا کے فضل و کرم بہ تصدق امام مظلومؑ آپ کو ۱۸۶۳ء میں ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام ممتاز نواب رکھا گیا۔ نواب صاحب موصوف نے اسی وقت سے اس امام باڑہ کا نظم اپنے ذمہ لے لیا اور ۷ محرم کو وہاں ایک سپر رکھا جس کے سامان چاندی کے تھے وہاں ایک عمارت بنوائی ہزاروں روپیہ ہر سال جلوس پہ خرچ کرتے تھے۔

سن ۱۹۱۸ء تک آپ کی اہلیہ نور جہاں بیگم صاحبہ مرحومہ نے اسے قائم رکھا مگر جب اسٹیٹ برباد ہو چکا اور کوئی صورت باقی نہ رہی تو ۱۸۸۸ء میں کچھ جائداد اخراجات عزاخانہ کے لئے وقف کردی۔ ملازمین کی نا اہلی کی وجہ سے بہت نقصان ہوا۔ ۱۹۳۷ء میں بہار اسٹیٹ شیعہ کانفرنس کے لائق سکریٹری جناب مولانا سید ابراھیم صاحب مرحوم پاروی کی تحریک پر اس عزاخانہ کی دوبارہ تعمیر ہوئی اور اس سے متصل چند دکانیں بھی تعمیر کرائی گئیں۔

یہ تعزیہ بہت مقبول ہے۔ جمرو سنی عقیدے کا تھا مگر امام حسینؑ
سے بڑی محبت و عقیدت رکھتا تھا۔ یہاں ہر جمعرات
کو نذر اور مجالس کا سلسلہ قائم ہے جو اس امام باڑہ کی مقبولیت
کی دلیل ہے۔

حسینیہ نوذر کٹرہ

یہ عزا خانہ اور یہاں کی عزاداری صفوی شہزادوں
کی قائم کردہ ہے۔ اس خاندان کی نسبت شاہ اسمٰعیل صفوی
الموسوی سے ہے۔ بعض شہزادے اس خاندان کے عظیم آباد
میں آئے اور لب دریائے گنگا اپنا محل تعمیر کیا۔ اس خاندان
کو خدمت دین اور محبت اہلبیت میں بڑا انہماک تھا۔
ایک شہزادہ مسمیٰ رستم علی نے عظیم آباد میں قیام کیا اور
آپ کے پوتے شہزادہ مرزا نوروز علی نے شہر عظیم آباد کے
مغربی حصہ میں ایک محل تعمیر کرایا جس میں مسجد، عزا خانہ و
کربلا کی تعمیر کرائی اور انہی کے نام سے محلہ نوذر کٹرہ مشہور
ہوا جس کا صدر دروازہ مشرق کی جانب تھا۔ اس خاندان
کے کسی بزرگ نے عشرہ محرم میں خواب میں دیکھا کہ کوئی
چیز دریا میں قائم ہے جو بہت روشن و منور ہے اس کی
شکل بالکل سپر کی طرح تھی چنانچہ اسے اسباب عزا میں
شامل کیا گیا اور وہ بڑی سپر کے نام سے مشہور ہوئی۔

اس خاندان کی آخری فرد لاولد گور میں نواب شہزادہ
سید خادم حسین صفوی الموسوی تھے ان کی شادی نواب
سراج الدولہ بہادر کے خاندان میں ہوئی۔ دو صاحبزادیاں
تھیں ایک شادی خاندان گزری میں سید محمد علی خاں رضوی
سے ہوئی یہ سید عبد اللہ رضوی جو خاندان گزری کے خلف
اوسط تھے۔ اور دوسرے کی نواب ہیبت جنگ نبیرۂ نواب
محمد رضا قلی خاں منیر الدولہ سے ہوئی جس کے بعد یہ عزا
خانہ الحاج نواب سید محمد باقر خاں رضوی کے سپرد ہوا۔
جو اس خاندان کے نواسہ تھے۔ نواب موصوف کے زمانہ
میں بڑی شان و شوکت سے عزاداری ہوتی تھی اور جلوس
نکالا جاتا تھا اس زمانہ کو عزاداری کا سنہرا دور کہا جا سکتا
ہے پھر نواب سید الطاف حسین خاں خلف نواب سید محمد
باقر خاں کے ذمہ یہ عزاداری آگئی نواب صاحب کو اس
سے بڑی عقیدت تھی ۱۹۳۵ء میں جناب فاطمہ بیگم زوجہ
خان بہادر نواب سید محمد اسمٰعیل نے ایک سپر خانہ جس میں
کربلا بھی ہے تعمیر کرایا۔ یہ سپر ہر سال بہلام کے لئے شاہ
ارزاں کی کربلا جاتی ہے اس عزاداری کے قیام کو تقریباً
تین سو سال کا عرصہ ہوا ہے۔

الحاج نواب احمد علی خاں مرحوم
(محلہ دولی گھاٹ)
کے امام باڑہ کی عزاداری

یہ عزاداری نواب احمد علی خاں برادر زادہ ملا نصیر
مشہور عالم کی قائم کردہ ہے جنھوں نے کربلائے معلیٰ میں سات
سال تک قیام کیا تھا اور ہر سال حج بھی کیا تھا۔ یہ خاندان
حضرت شمس الدین فریاد رس کی اولاد میں سے ہے۔ جب
نواب صاحب موصوف ہندوستان واپس ہوئے تو ضریح
مبارک کی دو عدد شبیہیں اپنے ہمراہ لائے اور دو عزاخانے
شہر عظیم آباد میں قائم کئے ایک اپنے مکان خاص محلہ دولی
گھاٹ میں اور ایک محلہ سنگی دالان میں ایک ایک ضریح
دونوں عزاخانوں میں رکھی۔ دولی گھاٹ کی عزاداری
بہت قدیمی ہے اور ۱۱۳۴ھ سے ہو رہی ہے۔ اس خاندان
کے افراد الگ الگ عزاداری کرنے لگے ان میں سے بفضلہ
کاظم حسین خاں صاحب کے یہاں کی عزاداری باقی ہے۔

نواب منزل میں نواب احمد علی خاں صاحب
اور متعلق نواب ونہا صاحب کے یہاں کی عزاداری ختم

ہوگئی۔ نواب احمد علی خاں نے اپنی دونوں بہوؤں کے لئے دو عزاخانے تعمیر کرائے ایک اہلیہ محمد علی خاں مرحوم اور دوسرا اہلیہ مصطفےٰ علی خاں کے لئے۔ اہلیہ محمد علی خاں عشرہ محرم میں عزاداری کرتی تھیں ۵ محرم کو علم مبارک نکالا جاتا اور اہلیہ مصطفےٰ علی خاں مرحوم ۱۰ صفر سے عشرہ عزاداری کرتی تھیں ۱۷ صفر کو علم مبارک نکالا جاتا تھا۔

اس کے علاوہ خود نواب احمد علی خاں مرحوم نے ایک خمسہ پہلی ربیع الاول سے ۵ ربیع الاول تک نواب منزل میں قائم کیا جو ۱۹۴۶ء تک قائم رہا۔ اس میں حکیم سید مرتضیٰ حسین صاحب مرحوم الہ آبادی ذاکری فرماتے تھے۔ آپ کے خلف اصغر نواب حامد علی خاں نے ایک عشرہ بہ یادگار و برائے ایصال ثواب برادر زادہ خود آفتاب احمد مرحوم قائم کیا جو سنہ ۱۹۶۱ء تک جاری رہا اس میں مولانا سید غلام عسکری صاحب مرحوم ذاکری فرماتے تھے۔

نواب منزل کے سلسلہ مجالس کے ضمن میں اس بات کا تذکرہ ناگزیر ہے کہ تقریباً ۷۰ سال قبل جبکہ نواب مصطفےٰ علی خاں سخت علیل ہوئے تو ان کی والدہ یعنی اہلیہ نواب احمد علی خاں جو سنّی المذہب تھیں عشرہ محرم کے درمیان (۷ محرم کو) خواب دیکھا کہ ایک جگہ زنانی مجلس ہو رہی ہے اور مجلس کے بعد تبرک تقسیم ہو رہا ہے جو انھیں بھی ملا جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ سات دانے کشمش کے ان کے ہاتھ میں ہیں آپ نے انھیں اپنے بیمار بیٹے کے منھ میں ڈال دیا۔ خدا کی مہربانی اور امام کے اعجاز سے نواب مصطفےٰ علی خاں اچھے ہوگئے۔

کرنل کلب علی خاں مرحوم کا عزاخانہ

یہ عزاخانہ شہر عظیم آباد کے قدیم عزاخانوں میں ہے اس کی تعمیر سنہ ۱۸۰۰ء میں ہوئی تھی کرنل کلب علی خاں مرحوم نے دو عزاخانے اس شہر میں تعمیر کرائے ایک محلہ دیوان میں جو اب نوزر کٹرہ کہلاتا ہے اور دوسرا محلہ سلطان گنج نزد سنگی مسجد۔ سلطان گنج کے امام باڑہ کے احاطہ میں اس خاندان کے لوگوں کی قبریں بھی ہیں۔ دونوں عزاخانوں کے لئے کافی بڑا وقف کیا جہاں عشرہ محرم میں مجلسیں ہوا کرتی تھیں اور ہر مہینہ کی ۱۹ تاریخ کو بھی مجلس ہوتی تھی۔ آپ کی دو بیویاں تھیں۔ پہلی بیوی سے صرف ایک صاحبزادی فضہ خانم تھیں جو شہر لکھنؤ کے رئیس خدا بندے خاں سے بیاہی گئیں اس خاندان کی مہدی خانم صاحبہ سے نواب بہادر سید ولایت علی خاں صاحب کے بھانجے نصیر نواب صاحب کی شادی ہوئی۔ دوسری اہلیہ جانی خانم صاحبہ سے دو اولادیں ہوئی ایک نواب تصدق حسین خاں اور دوسری مریم النساء بیگم۔ سلسلہ تولیت جانی خانم صاحبہ کے سپرد تھا جو بعد میں نواب سرفراز حسین خاں کو ملا آپ کے زمانہ میں اس عزاخانہ میں کافی ترقی ہوئی۔ آپ نے جناب سید باقر صاحب حمید نبیرہ میر انیسؔ کو اس عزاخانہ میں پڑھوایا جو پیارے صاحب رشید مشہور مرثیہ گو کے برادر خورد تھے۔ بعد میں سید سلطان حسین صاحب فرید جو میر وحید کے بھتیجے تھے مرثیہ پڑھا کرتے تھے سنہ ۱۹۵۵ء کے بعد سے بوجہ ضعیفی آنا بند کر دیا۔

نواب سرفراز حسین خاں کے انتقال کے بعد آپ کے فرزند نواب سید تجمل حسین کو تولیت پہنچی جب اس خاندان کے افراد امریکہ منتقل ہو گئے تو نواب سید غضنفر نواب دانش نے چار سال تک تولیت کے فرائض انجام دیئے بعدہٗ سید علی اسد جعفری کو تولیت کی ذمہ داری سپرد کی گئی جو دونوں عزاخانوں کی خدمت بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں اور عشرہ محرم میں مشہور واعظ ذاکری کرتے ہیں۔

خدائے سخن میر انیسؔ کی عظیم آباد میں آمد

میر انیس مرحوم کی شہرت عظیم آباد میں غدر سے قبل پہنچ چکی تھی۔ نواب سید قاسم علی خاں رضوی کی خواہش ہوئی کہ آپ عظیم آباد تشریف لائیں۔ اس وقت لکھنؤ آباد تھا آپ کو اہل شہر نے موقع نہ دیا مگر نواب صاحب کو فکر تھی کہ میر انیس کو بلایا جائے۔ غدر کے ایک سال کے اندر آپ کے چھوٹے فرزند نواب سید احمد حسن خاں کا انتقال ۱۲ مارچ ۱۸۵۸ء کو ہو گیا۔ اس موقع پہ نواب سید قاسم علی خاں کی خواہش ہوئی کہ میر انیس مجلس چہلم پڑھیں شہر لکھنؤ کے باشندے سید محمد صاحب جو عظیم آباد میں رہتے تھے ان سے میر صاحب سے بڑے اچھے تعلقات تھے ان کو نواب صاحب نے لکھنؤ بھیجا کہ میر صاحب سے وعدہ لیں چونکہ ایام عزا کا زمانہ نہ تھا اس لئے امید تھی کہ میر صاحب آ جائیں گے۔ میر صاحب نے قبول فرمایا بلکہ ایک خاص مرثیہ اس سلسلہ میں کہا جس کی ابتدا میں احمد نواب صاحب (جد اعلیٰ نواب وارث اسمٰعیل) کی بیماری، وصیت اور موت کے حالات نظم فرمائے جس کا مطلع ہے ؎

"یا خدا دل کو کسی کے غم اولاد نہ ہو"

نواب صاحب کو اور اہل شہر کو کلام اور خواندگی اس قدر پسند آئی کہ آپ نے میر صاحب سے عشرۂ محرم کی مجلسیں پڑھنے کا وعدہ لے لیا۔ میر صاحب چار سال تشریف لائے ۱۸۶۲ء میں نواب سید قاسم علی خاں رضوی کے انتقال کے بعد آپ کے فرزند محمد نواب صاحب تیار نہ ہوئے چونکہ نواب قاسم علی خاں کی کوٹھی محلہ گزری مرزا معصوم خاں میں بڑا کمرہ نہ تھا اس لئے یہ مجلسیں نواب بہادر الحاج سید ولایت علی خاں مرحوم کے کمرے میں ہوتی تھیں جو بہت بڑا تھا اور آج بھی موجود ہے۔ جب میر انیس مرحوم ۱۸۶۳ء سے حیدر آباد جانے لگے تب نواب بہادر الحاج سید ولایت علی خاں کے عزا خانے میں میر مونس آنے لگے اور یہ سلسلہ آپ کی حیات یعنی ۱۸۷۵ء تک رہا۔ پھر میر انیس کے سب سے چھوٹے فرزند میر سلیس آنے لگے آپ کی حیات نے وفا نہ کی تو یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ سید وارث اسمٰعیل اور سید محمد علی اسمٰعیل نے قدیم سلسلہ کو ۱۹۴۰ء سے پھر شروع کیا۔ مجالس مرثیہ خوانی کرنے لگے اور اس میں جناب سید محمد حسن فائز، جناب بابو صاحب فائق، جناب علی نواب قدیم، جناب سید سجاد حسین رشید لکھنوی نے ذاکری فرمائی۔

مرزا دبیر کی عظیم آباد میں آمد

۱۸۵۸ء کے عشرۂ محرم میں نواب قاسم علی خاں رضوی نے میر انیس کو جب عظیم آباد میں بلایا تو شہر کے باذوق لوگوں کی خواہش ہوئی کہ مرزا دبیر کو بھی بلایا جائے اور مقابلہ کی مجلس ہو۔ اس لئے اہل شہر نے نواب جعفر حسن خاں فیض کی خدمت میں استدعا کی جسے آپ نے منظور فرمایا اور ان کی کوشش سے ۱۸۵۹ء کے محرم میں مرزا دبیر عظیم آباد تشریف لائے۔ نواب صاحب کا عزا خانہ جو "فردوس عنوان" نہایت وسیع اور پُر فضا ہے۔ وہاں مرزا دبیر رونق افروز منبر ہوئے مجالس میں دس بارہ ہزار لوگ شریک ہوتے تھے۔ بعد ختم عشرہ مرزا دبیر مونگیر حسین گنج کے امراء کی استدعا پہ وہاں گئے۔ آب حیات میں مرزا دبیر کی آمد عظیم آباد کا تذکرہ ہے مگر بلانے والے اور مقام مجلس کا ذکر نہیں ہے۔

حضرت فیض امام باندی بیگم صاحبہ کے حقیقی ماموں اور ان کے شوہر نواب سعادت علی خاں کے چچا تھے عظیم آباد کے بڑے رئیس تھے۔ مرزا صاحب جب سے عظیم آباد آئے کبھی کسی دوسری جگہ عشرۂ محرم میں نہ گئے جب ۱۸۷۵ء میں مرزا صاحب کا انتقال ہوا

تو آپ کے فرزند صالح مرزا محمد جعفر اوج آنے لگے ۱۹۱۶ء میں ان کا انتقال ہوگیا تو ۱۹۱۷ء سے مرزا محمد طاہر رفیع آنے لگے۔ یہاں یہ بات قابل تحریر ہے کہ جناب رفیع اپنے والد کی حیات میں رام پور میں مجلسیں پڑھنے کے لئے مقرر ہو گئے تھے۔ جب مرزا اوج کا انتقال ہوگیا تو جناب رفیع نے عظیم آباد آنے کے لئے رام پور سے رخصت چاہی نواب رام پور نے اجازت نہ دی تو آپ نے استعفا دے دیا اور دادا کے منبر کو نہ چھوڑا۔ آپ کے لائق فرزند ذاکر صاحب کا انتقال آپ کی حیات ہی میں ہوگیا تب دوسری زوجہ کے صاحبزادے مرزا محمد صادق صاحب آنے لگے جن کا رمضان ۱۴۰۵ھ میں لکھنؤ میں انتقال ہوگیا اور اس طرح دونوں خاندان گویا ختم ہو گئے۔

حسینیہ گلزار باغ کی عزاداری

یہ امام باڑہ نواب عبداللہ خاں بہادر نائب صوبیدار عظیم آباد نے نواب سربلند خاں کے زمانہ میں تعمیر کرایا جب نواب علی عظیم خاں آخری ناظم غازی پور نے وہاں سے اپنی سکونت ترک کر کے عظیم آباد میں رہائش اختیار کی تو عزاداری کے لئے ایک عزاخانہ تعمیر کرایا جس کو تقریباً سال ہوئے۔ اس عزاخانہ میں نواب صاحب بہادر عزاداری و مجالس کیا کرتے تھے جو ۱۰ بجے دن سے شروع ہوتی تھی۔ یہ عظیم آباد کا بہترین عزاخانہ ہے۔ نواب علی عظیم خاں کی صرف ایک صاحبزادی بیوی بیگم صاحبہ تھیں جن کی شادی نواب محمد علی خاں حیرتی رئیس دولی گھاٹ سے ہوئی تھی۔ جو نواب احمد علی خاں قیامت کے پوتے تھے۔ بیوی بیگم کی تین اولادیں ہوئیں۔

۱۔ نواب نورالحسن خاں

۲۔ نواب جعفر حسن خاں

۳۔ وحید النساء بیگم زوجہ میر سعادت علی

نواب نورالحسن خاں کے صاحبزادے نواب سعادت علی خاں تھے جن کا عقد اپنی پھوپھی کی صاحبزادی امام باندی بیگم صاحبہ سے ہوا۔ ایک فرزند نواب واجد علی خاں پیدا ہوئے۔ امام باندی بیگم صاحبہ کے شوہر نواب سعادت علی خاں کی ۱۸۳۸ء میں دریائے گنگا میں غرق ہو جانے کی وجہ سے موت ہو گئی اور آپ کے فرزند بھی ۲ سال بعد کمسنی میں فوت ہو گئے ساری املاک نواب علی عظیم خاں کی مالکہ امام باندی بیگم صاحبہ ہوئیں آپ نے اس عزاخانہ کی رونق میں دل و جان سے حصہ لیا اور مرزا دبیر کو عشرۂ محرم کی ذاکری کے لئے مقرر فرمایا۔ اور اس عزاخانہ کی عزاداری اور مجالس میں دل کھول کر حصہ لیا ہزاروں روپے عشرۂ محرم میں صرف ہوتے تھے۔

جناب نواب سید محمد صاحب امام باندی وقف اسٹیٹ کے متولی ہوئے آپ نے بہت کچھ اضافہ کیا پہلے صرف عشرۂ محرم میں مجلسیں ہوتی تھیں اور ولادت و شہادت کی ماہانہ مجلسیں چھوٹے پیمانے پر ہوتی تھیں آپ نے اس عزاخانہ میں ۳ دن تک مجلس دہہ کا اضافہ ۱۹۲۹ء سے کیا جس کی ذاکری مولانا سید محمد صاحب دہلوی کے سپرد ہوئی اور ۱۵ ر شعبان کو محفل میلاد امام عصرؑ اور ۱۶ ر شعبان کو مجلس سید الشہداؑ کا انتظام کیا۔ جس میں مشہور واعظ مولانا للن صاحب قبلہ پڑھا کرتے تھے۔

کھولو خلیفہ کو سپر کے جلوس کے لئے ہاتھی گھوڑے اور آرائش کا نظم و نسق سپرد کیا۔ سب سے بڑا کار خیر مدرسہ عباسیہ کا قیام تھا جو ۱۹۲۴ء میں بہ دست عالیجناب حجۃ الاسلام آقائے شریعت مولانا سید محمد باقر صاحب قبلہ مجتہد اعلی اللہ مقامہ ہوا۔

۱۹۳۲ء میں جناب نواب سید علی سجاد صاحب متولی ہوئے۔ ان کی تولیت کے تقریباً دو سال بعد ہی

ہندوستان خصوصاً بہار میں زبردست زلزلہ آیا جس کی
وجہ سے وقف کی عمارتوں کو شدید نقصان پہونچا۔ تین
سال تک متاثرہ عمارتوں کی تعمیر اور مرمت کا کام ہوتا
رہا۔ موصوف کے عہد میں عزاداری کو کافی فروغ حاصل
ہوا۔ ۱۹۴۶ء میں جب کانگریس کی حکومت قائم ہوئی تو زمینداری
کے خاتمہ کا فیصلہ کیا گیا۔ اس فیصلہ کے خلاف عوام میں ناراضگی
کا رجحان پیدا ہوا اور مقدمات کا سلسلہ شروع ہوا پھر بھی امور
خیر میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ خاتمہ زمینداری اسٹیٹ کے
لئے آزمائش کا دور تھا۔ لیکن مرحوم نے اپنی کاوشوں سے
(Annuity) انیوٹی کی رقم حکومت سے مقرر کروائی
اور اسی سلسلہ میں رانچی سے پٹنہ آتے کار کے حادثہ میں بری
طرح مجروح ہوئے لیکن خداوند عالم کے رحم و کرم سے وہ
دور بھی گزر گیا۔ ۱۹۶۸ء میں جب جناب نواب سید علی سجاد
صاحب کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد سید علی جعفری کو تولیت
کی ذمہ داری سپرد کی گئی۔ جس کی خدمت وہ بحسن و خوبی انجام
دے رہے ہیں۔

بڑی حویلی کی عزاداری

یہ عزاداری جناب میر عبد اللہ رضوی نے ۱۷۸۰ء
میں قائم کی۔ آپ کا خاندان ملک ایران کے شہر نیشاپور سے
ہندوستان آیا اور شاہ جہاں آباد، دہلی، میرٹھ اور فیض
آباد میں قیام پذیر ہوا۔ ۱۷۸۰ء میں یہ خاندان وارد عظیم
آباد ہوا اور محلہ گزری میر معصوم خاں میں سکونت اختیار
کی۔ ابتدا میں کرایہ کے مکان میں قیام رہا۔

۱۸۰۰ء میں زمین خرید کر اپنا مکان تعمیر کرایا اور ایک
حصہ عزاداری کے لئے مخصوص کر دیا جو آج بڑی حویلی کے نام
سے مشہور ہے۔ آپ خود یہاں عزاداری کرتے تھے۔ جب
۱۸۳۸ء میں آپ کا انتقال ہوا تو یہ مکان آپ کے چھوٹے
فرزند نواب سید لطف علی خاں کی ملکیت میں آیا جو اس
شہر کے رئیس اعظم تھے۔ آپ ۴۲ سال تک عزاداری
کرتے رہے۔ جب ۲۶ر اپریل ۱۸۹۰ء میں آپ کا انتقال ہو گیا۔
تو اس مکان پہ آپ کے چھوٹے صاحبزادے نواب زادہ
سید اکبر علی عرف چھوٹے نواب کا قبضہ ہوا۔ آپ نے ۱۹۱۷ء
میں اپنے فرزند نواب زادہ سید محمد مہدی کو یہ مکان ہبہ
کر دیا۔ ۱۹۳۸ء میں نواب زادہ مہدی نے یہ مکان اپنے
تیسرے فرزند سید اکبر علی کو عنایت فرمایا جو اب موصوف
کی ملکیت ہے۔ اور عزاداری کا سلسلہ جاری ہے۔ چھوٹے
نواب صاحب مرحوم نے اپنے زمانہ میں ایک عشرہ قائم
کیا۔ جس میں تاحیات مولانا مقبول احمد صاحب دہلوی
پڑھتے رہے یہ عزاداری تقریباً ۲ سو سال سے قائم ہے۔

کربلا شاہ باقر

یہ کربلا ایک صوفی بزرگ شاہ باقر مرحوم نے قائم
کی۔ آپ کا سلسلہ تصوف شاہ ارزاں سے ملتا ہے۔ شاہ
ارزاں کے چوتھے خلیفہ شاہ بسنت ایک ہندو بزرگ،
تھے جن سے شاہ باقر کو بیعت حاصل ہوئی۔ اور علیحدہ خانقاہ
قائم کرنے کی اجازت ملی۔ اس سلسلہ کے پہلے داتا پیر بہوڑ
ہیں دونوں جگہ آج تک عزاداری ہوتی ہے۔ شاہ باقر کی
کربلا میں چہلم کی عزاداری اور مجلسیں قائم ہوئیں۔ اور داتا
پیر بہوڑ سے تعزیہ آج بھی نکلتا ہے اور عشرہ محرم میں مجلسیں
ہوتی ہیں۔ جب علم محترم حضرت عباسؑ نکلا اور ۱۸۷۵ء میں
شاہ باقر کی کربلا میں پہلام ہوا تو ضرورت سمجھی گئی کہ اس
کربلا پر شیعہ حضرات کا قبضہ ہو جائے۔

اس خانقاہ کے سجادہ نشین کا انتقال ہو گیا تھا
اس لئے اہل شہر نے بہار صاحب مرحوم کو اس کی سجادہ
نشینی کے لئے منتخب کیا۔ آپ کی دستار بندی اسی دستار
سے ہوئی جو نواب بہادر سید ولایت علی خاں نے پیش
کی تھی۔ جب سید مظہر علی اپنے خسر شاہ جعفر کے جانشین

ہوئے تو شیعہ وقف بورڈ نے بھی آپ کو نامزد کیا۔ تکیہ شاہ باقر میں گزشتہ ۱۵ سال سے شام غریباں کی مجلس برپا ہوتی ہے جو اسی شب آل انڈیا ریڈیو پٹنہ سے نشر ہوتی ہے۔

اسمٰعیل منزل کی عزاداری

یہ عزاداری بھی خاندان گزری کا ایک حصہ ہے جو نواب بہادر الحاج سید ولایت علی خاں نے ۱۸۵۴ء سے جاری کی۔ آپ کا قدیمی مکان اور عزاخانہ اسی شہر کے محلہ پان دریبہ میں تھا جہاں عزاداری آج بھی ہوتی ہے۔ جب آپ نے اپنا مکان نزد مسجد مرزا معصوم تعمیر کرایا تو اسی میں عزاخانہ بھی تعمیر کرایا۔ جس میں ۱۸۶۳ء سے ۱۸۷۵ء تک میر انیس کے برادر خورد میر مونس پڑھتے۔ آپ کے انتقال کے بعد تا حیات میر سلیس رونق افروز منبر ہوتے رہے جب نواب بہادر کا انتقال ہوگیا تو الحاج نواب خورشید نواب صاحب کا زمانہ آیا آپ کے زمانے میں شاد عظیم آبادی نے مرثیہ پڑھا۔ جب ان کا انتقال ہوگیا تو نواب سید محمد اسمٰعیل خاں صاحب المعروف بہ منجھن نواب کے زمانہ سے شفاء الملک حکیم سید مظاہر احمد صاحب نے عشرۂ محرم کی مجالس اور ۱۷ ر تا ۱۹ ر صفر کی مجلسیں پڑھنا شروع کیں۔ یہ سلسلہ ۱۹۵۰ء تک جاری رہا۔

اس کے بعد مولانا سید ابرار حسین صاحب پاروی نے ۳ سال ذاکری فرمائی۔ پھر مولانا غلام عسکری صاحب نے اس عزاخانہ میں مجلسیں پڑھیں بعدہٗ مولانا سید دلبر حسن صاحب و دیگر حضرات نے ذاکری فرمائی۔ ۱۹۵۶ء سے سید ارتضیٰ حسین ہوش عظیم آبادی نے اپنا تصنیف کردہ مرثیہ پڑھنا شروع کیا۔ اور ۱۹۸۰ء تک پڑھے۔ افسوس کہ ۱۹۸۴ء میں ہوش عظیم آبادی کا انتقال ہوگیا۔

اس عزاخانہ میں ۷ ر محرم کی صبح تابوت نکلتا ہے اور ۸ ر محرم کو علم محترم چہرہ ڈنڈیہ کے امام باڑہ سے آتا ہے۔ شب عاشور تقریباً سو سال سے جلوس ذوالجناح پان دریبہ کے عزاخانہ سے لایا جاتا ہے۔ ۱۸ ر صفر کو ذوالجناح کا جلوس یحییٰ منزل سے اس عزاخانہ میں آتا ہے۔ جب خورشید نواب صاحب مرحوم اپنے نانا کے وارث ہوئے تو انھوں نے اربعین میں بھی عزاداری کا سلسلہ شروع کیا۔

اہلسنّت حضرات کی عزاداری

اس شہر میں یوں تو اہلسنت حضرات بہ کثرت عزاداری میں شریک ہوتے آئے ہیں لیکن بعض حضرات نے اس میدان میں نمایاں کردار انجام دیئے ہیں۔ جن میں جناب شیخ کیواں شکوہ صاحب کا پہلا مقام ہے۔ آپ کا عزاخانہ آپ کے خاص مکان محلہ لودی کٹرہ میں تھا۔ جو کٹّر سنّی آبادی کا محلہ تھا۔ آپ جس خلوص و محبت سے عزاداری کرتے تھے اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔

دوسری ذات جناب مولوی الحاج فضل امام صاحب ساکن محلہ ٹکیہ ٹولی کی تھی یہ بڑے معتقد بزرگ تھے حج و زیارات سے مشرف ہو چکے تھے ہر سال عشرۂ محرم میں مجلسیں کرتے۔ جس میں شیعہ ذاکرین پڑھتے تھے۔ آپ کا خاندان ٹکیہ ٹولی سے منتقل ہوکر بھنور پوکھر میں آباد ہوگیا ہے۔

اہل ہنود کی عزاداری و محبت اہلبیتؑ

اس شہر میں ایک دوسرے کے مذہبی تہوار اور رسومات میں شرکت کا رواج تھا اگر مسلمان دسہرہ میں ہندوؤں کے ساتھ شریک رہتے تو ہندو مسلمانوں کے تہوار خصوصاً محرم میں دل و جان سے شریک ہوا کرتے تھے۔

اس زمانہ میں اہل ہنود بھی سید الشہداؑ سے بے پناہ محبت و عقیدت کا اظہار کرتے تھے جس طرح ایک سچے مسلمان کو کرنا چاہیئے۔ اس شہر کے بہت بڑے ہندو رئیس کا واقعہ بیان کرنا ضروری ہے۔ جناب رائے سلطان بہادر جن کا خاندان مہاراجہ شتاب رائے کے خاندان سے تھا محلہ دولی گھاٹ میں رہتے تھے۔ روزانہ کا دستور تھا کہ مغرب کے وقت نواب نجابت حسین خاں اپنے ہمراہ شکر اور گنگا جل لے کر حاضر ہوتے اس کا شربت بنتا اور عزا خانہ میں نذر دی جاتی۔ تبرکاً ایک پیالی خود پیتے اور بقیہ دیگر حضرات میں تقسیم کر دیا جاتا۔ ۷ محرم کو حضرت سید سجادؑ کی یاد میں طوق اور بیڑی پہنتے۔ آپ کے فرزند رائے بادشاہ بہادر کا بھی یہی دستور رہا۔ بہت سے ہندو محلہ دیوان کی مجلسوں میں شریک ہوتے تھے اور نذرانہ عقیدت بارگاہ سید الشہداؑ میں پیش کرتے تھے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ مہاراجہ رام نارائن نائب صوبیدار عظیم آباد ہر سال عشرۂ محرم میں ایک لاکھ روپیہ عزاداری میں خرچ کرتے تھے۔

اربعین کی عزاداری

عظیم آباد میں اربعین کی عزاداری کا رواج بہت بعد میں ہوا۔ سنہ ۱۹۰۰ء سے قبل بہت مختصر پیمانے پر عزاداری ہوتی تھی سیوم امامؑ کے بعد سوگ بڑھا دیئے جاتے تھے امام باڑے بند ہو جاتے تھے۔ صرف دسویں، بیسویں اور چہلم کی مجلس مختصر پیمانے پر شیعہ حضرات کرتے تھے۔ اربعین کی عزاداری کا عروج سنہ ۱۹۰۰ء سے ہوا۔ اس کی ابتدا کس نے کی کہنا مشکل ہے۔ بادشاہ نواب صاحب مرحوم نے جلوس ذوالجناح جاری کر کے ۲۰ صفر کی رونق بڑھائی جس کے بعد عظیم آباد کی تمام ماتمی انجمنوں نے شام کو علم مبارک کا جلوس نکالنا شروع کیا۔ اربعین میں صرف تین جگہ مجلسیں ہوتی تھیں۔ ایک عشرہ میر قاسم حسین صاحب چوالال کے یہاں۔ دوسرے نواب سید بادشاہ نواب نے خمسہ جاری کیا۔ اور مجلسیں ۱۲ تا ۱۹ صفر اسمٰعیل منزل میں قائم ہوئیں۔ جو اب بھی جاری ہیں۔

مجالس عشرہ کا رواج

چونکہ وقت کی کمی کی وجہ سے کل لوگ جو عزاداری کرنا چاہتے تھے نہیں کر سکتے تھے اس لئے ۱۳ محرم تا ۸ ربیع الاول مجالس کا سلسلہ شروع ہوا۔ ۱۳ محرم سے ۲۳ محرم تک پیارے صاحب مرحوم متین گھاٹ کے یہاں مجلسیں ہوتی تھیں آخری مجلس شاد عظیم آبادی مرحوم پڑھا کرتے تھے۔ اب ایک جدید عشرہ مراد پور شیعہ مسجد میں شروع ہو گیا ہے۔ ۲۰ محرم سے ۲۹ محرم تک ایک عشرہ خان بہادر سید علی خاں نے قائم کیا۔

الحاج سید الطاف حسین خاں نے یکم صفر سے عشرہ قائم کیا جس میں پنجاب کے مشہور واعظ ذاکر مولانا بہادر علی شاہ بعدہٗ ان کے فرزند مولانا غلام علی شاہ پھر ان کے پوتے ذوالفقار علی شاہ پڑھا کئے۔ سنہ ۱۹۲۹ء سے مولانا خورشید حسن صاحب قبلہ پڑھے ۲ سال تک مولانا سید منظور حسین صاحب نے ذاکری فرمائی۔ سنہ ۱۹۶۳ء میں جناب مولانا سید کلب حسین صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ نے چند مجلسیں اس عشرہ کی پڑھیں۔

عظیم آباد کی ماتمی انجمنیں

عظیم آباد کی تمام ماتمی انجمنوں کی جانب سے ربیع الاول میں عزاداری کا رواج ہوا۔

سب سے پہلے انجمن پنجتنی نے سنہ ۱۹۲۳ء میں ۷ ربیع الاول کو مجلس کی اور تعزیہ کا جلوس نکالا آج

اس میں جلوس عماری کا بھی اضافہ ہو گیا۔ ۱۹۲۵ء سے شیخ اولاد علی صاحب چپ تعزیہ نکالنے لگے جلوس تو بند ہو گیا لیکن مجلس ہوتی ہے۔

انجمن عباسیہ کی جانب سے ۱۹؍صفر کو جلوس علم اور ۸؍ربیع الاول کو الوداعی مجلس کا قیام عمل میں آیا اس کے علاوہ ماہ صیام میں شب کو مجلسیں اور شب اکیس تابوت برآمد ہوتا ہے۔ یہ عظیم آباد کی سب سے قدیمی انجمن ہے۔

انجمن عباسیہ:۔ جس میں مولانا اولاد حسین صاحب مولانا ابن حسن صاحب نونہروی نے ذاکری فرمائی اور اب مولانا اختیار حسین صاحب ذاکری فرماتے ہیں۔

انجمن پنجتنی:۔ جس میں عرصہ تک جناب سکندر آغا صاحب نے ذاکری فرمائی۔ اور اب جناب موسی رضا صاحب ذاکری فرماتے ہیں۔

انجمن حیدری:۔ مجلس شام غریباں جس میں جناب مولانا آغا روحی صاحب و جناب مولانا ظاہر جروی صاحب نے ذاکری فرمائی اور اب جناب مولانا شبیہ الحسن صاحب بیان فرماتے ہیں۔

انجمن سجادیہ:۔ جس میں مولانا مرزا محمد اطہر صاحب نے ذاکری فرمائی۔

انجمن حسینیہ ۱۹۳۲ء میں قائم ہوئی اس کی جانب سے باڈلی امام باڑہ میں ۷؍ربیع الاول کو مجلس ہوتی ہے اور شام کے وقت جلوس تعزیہ، تابوت، علم نوذرکٹرہ جاتا ہے۔

انجمن سجادیہ کی جانب سے ۵؍ربیع الاول کو مجلس ہوتی ہے۔

انجمن حیدری کی جانب سے ۶؍ربیع الاول کو مجلس ہوتی ہے۔ جس میں جناب حیدر مہدی صاحب ذاکری کرتے ہیں۔

شام غریباں کی مجلس بھی اسی انجمن کے زیر اہتمام کی جاتی ہے۔

انجمن جعفریہ، انجمن ہاشمیہ، انجمن قاسمیہ اور دیگر انجمنوں کی جانب سے بھی مجلسوں کا سلسلہ ۸؍ربیع الاول تک جاری رہتا ہے۔

پروفیسر سید کمال الدین حسین کمال ہمدانی

سلام

ایمانِ مومنین، عزاداریٔ حسینؑ
ایقانِ متقین، عزاداریٔ حسینؑ

ہے مسلکِ توسّلِ انوارِ اہلبیت
ہے راہِ سالکین، عزاداریٔ حسینؑ

اس سے عزیز جان نہ دولت جہان کی
ہے عشقِ عارفین، عزاداریٔ حسینؑ

بیدار اس سے ہوتا ہے جذبہ جہاد کا
کارِ مجاہدین، عزاداریٔ حسینؑ

ہے ضامن شفاعتِ پیغمبرؐ خدا
عقبیٰ میں بالیقین، عزاداریٔ حسینؑ

وہ کون سی جگہ ہے جہاں یہ نہیں کمال
محبوبِ عالمین، عزاداریٔ حسینؑ